سُوۡرَةُ الاَنۡعَام کی تفسیر

Lesson 2: Al-An'aam (Ayaat 20 - 39): Day 5

اگلی آیات کی تفسیر دیکھیں گے؛

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمُ‌ ۘ اَلَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (ہمارے پیغمبر ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے تئیں نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے ﴿۲۰﴾

پچھلی آیت میں مشرکینِ مکہ نے اہلِ کتاب سے اللہ کے نبیؐ کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

جب اللہ کے نبیؐ مبعوث ہوئے تو مشرکین نے جب بھی کوئی بات پوچھنی ہوتی تو وہ یہودِ مدینہ کے پاس جاتے۔ کیونکہ وہ اہلِ کتاب تھے اور وہ پہلے سے دین کے ساتھ جُڑے لوگ ہیں۔

مثال ایک ڈاکٹر دوسرے ڈاکٹر کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ عام حالات میں تو لوگ بتا دیتے ہیں۔

لیکن بعض اوقات دین کے داعی صحیح بات نہیں بتاتے۔ کبھی حسد کی وجہ سے اور کبھی شک کی بنا پر۔

اسی لئے اہلِ کتاب اللہ کے نبیؐ سے بے نیازی اور لاعلمی کا اظہار کر دیتے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں۔ ہمیں پتا نہیں۔

مکہ والے پھر یہ سوچتے کہ جب دیندار لوگ اللہ کے نبیؐ کے بارے میں نہیں جانتے تو یہ کوئی خاص شخص نہیں ہو گا۔ پھر وہ اللہ کے نبیؐ کی دعوت سے دُور ہو جاتے۔ عرب لوگ یہ بات محاورے کے طور پر کہتے ہیں کہ جس کو وہ بہت اچھی طرح جانتے ہوں کہ وہ تو اُن کو اپنے بیٹے کی طرح پہچانتے ہیں۔

عبداللہ بن سلامؓ جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ؛

ایک دفعہ عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ اللہ کے نبیؐ کو پہچانتے تھے ؟ تو انہوں نے کہا؛" اللہ کے نبیؐ کی ذات، صفات، اور کمالات کی تمام تفصیلات ہماری کتابوں میں موجود تھیں۔ باخدا میں تو اُنہیں اپنے بچے سے بھی بہتر طریقے سے پہچانتا تھا۔ کیونکہ مجھے اپنے بچے کی ماں سے زیادہ اللہ کی بتائی ہوئی علامات پر یقین ہے۔'

اللہ کے نبیؐ سچے اللہ کے رسولؐ اور پیغمبر ہیں۔ اہلِ کتاب کو تو چاہیئے تھا کہ وہ اللہ کے نبیؐ کا ساتھ دیتے اور اللہ کا دین لوگوں تک پہنچاتے۔ لیکن وہ اپنی پسند کا مذہب چاہتے تھے۔ وہ دین پر اپنی دھاک بٹھانا چاہتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو بدلنا نہیں چاہتے تھے۔

سب سے مشکل بات اپنی عادات کو بدلنا اور نفس کو قابو کرنا ہے۔ یہود پنی مرضی کا دین چاہتے تھے۔ دوسرا وہ اللہ کے نبیؐ سے حسد بھی کرتے تھے۔

حدیث کا خلاصہ۔: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔" لوگو اپنی خواہشات کے ساتھ ویسے جہاد کرو جیسے اپنے دشمنوں کے ساتھ کرتے ہو"۔

یہود نے جان بوجھ کر اللہ کے نبیؐ کو نہیں مانا اور نہیں پہچانا۔ وہ جان بوجھ کر خسارے میں پڑے۔ اور ایمان قبول نہ کیا۔

عمل کا نقطہ: ہم نے کونسی بُری عادات سے چھٹکارا پایا؟ ہم نے کونسی بُری عادات تبدیل کیں؟

اگر ہمیں کسی عالم کا پتا ہو، یا ایسے لوگ جو دین کا علم دے سکتے ہیں تو اُن کے لئے دِل کھول لیں۔ اُن کی دین کے کاموں میں مدد کریں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

﴿۲۱﴾ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے ﴿۲۱﴾

اِفْتَرٰى: ف ر ء۔ افتراء۔ لفظی ترجمہ چمڑا کاٹنا۔ لغوی معنی جھوٹ گھڑنا۔ وہ لوگ اللہ پر جھوٹ گھڑتے تھے۔ 'اِفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ' یہ کیسے ہوتا ہے؟

اللہ کی طرف ایسی بات کہنا جو اللہ نے نہیں کہی۔ اگر قرآن اور حدیث میں بات نہیں۔ لیکن اللہ یا نبیؐ کا نام لے کر بات کہہ دینا۔ یہ تحریف کرنا ہے۔ تحریف دین میں تخریب کا ذریعہ بنتی ہے۔

مثال یہود کہتے تھے کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ جب تک اللہ کے نبیؐ کی قربانی کو آسمان سے آگ آ کر نہ کھالے اُن کو نبیؐ نہ ماننا۔ کہ اللہ کے نبیؐ نے یہ نہیں کر کے دِکھایا اس لئے ہم ان کو نہیں مانیں گے۔

حالانکہ یہود نے تو اُن نبیوںؑ کو بھی نہیں مانا تھا جن کی قربانی کو آسمانی آگ نے کھالیا تھا۔ یہود دین میں جھوٹ گھڑتے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ ظالم ہیں اور اِن کو نجات نہیں ملے گی۔

آج بھی کچھ لوگ یہ کام کرتے ہیں۔ کچھ تو اخلاص سے کام کرتے ہیں لیکن کوئی ایسی بات کہہ دیتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یا پھر اُس کے معنی اور مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے نبیؐ کی وعید ہے؛ حدیث کا خلاصہ: جس نے جانے بوجھتے حدیث کے الفاظ یا معنی بدل دیئے یا پھر بہت کمزور / ضعیف اور من گھڑت درجے کی احادیث کو بیان کیا۔ ایسا شخص اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

اِس حدیثؐ کے تقریباً ساٹھ راوی ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا" جس نے جانتے بوجھتے میرے بارے میں وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ بنالے"۔

اگر کوئی جان بوجھ کر یا لاپرواہی سے یہ کام کرے گا تو گناہ ہوگا۔ لیکن اگر کسی سے غلطی سے یا لاعلمی سے یہ کام ہو جائے تو انشاءاللہ بچت ہو جائے گی۔

اپنا محاسبہ کریں۔ اگر آپ کو کچھ نہیں معلوم تو نہ کہیں۔ صحیح احادیث لوگوں تک پہنچائیں۔
قرآن و سنّت کے الفاظ بہت خوبصورت ہیں۔ آپ اپنے الفاظ اور مفہوم سے اُن میں رنگ آمیزی نہ کریں۔

کچھ 'افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ' افتراء یہ بھی ہیں؛

1. ایسا خواب بیان کرنا جو انسان نے نہ دیکھا ہو۔ اپنے پاس سے کہانی گھڑ کر بیان کر دینا۔ کہ مجھے تو بڑے پہنچے ہوئے خواب آتے ہیں۔ بلکہ کوشش کریں کہ اللہ کوئی نعمت دیتا ہے تو اپنے اندر رکھیں نہ کہ خوب اپنی مشہوری شروع کر دیں۔ اپنے ظرف بڑے رکھیں۔ اللہ بہت دے گا۔
2. یہ کہ اپنے پاس سے کہہ دینا کہ فلاں آیت پڑھیں تو اتنا ثواب ہو گا۔ فلاں وظیفے سے یہ کام ہو گا۔ بعض اوقات کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں سورت سے اتنا ثواب ہو گا۔ ثواب کے سارے خزانے اللہ کے پاس ہیں۔ جب تک آپ خود حدیث کی مستند کتاب سے دلیل نہ دیکھ لیں ایسی کوئی بات نہ تو خود مانیں نہ دوسروں کو بتائیں۔
3. یہ کہہ دینا کہ فلاں اللہ کا نبی ہے۔ یا اپنے آپ کے ساتھ نبوت یا رسالت کو منسوب کر لینا بھی 'افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ' ہے۔
4. حکایات، نعتیں یا حمد یا ایسی شاعری لکھنا کہ اللہ یہ کہتا ہے۔ اور وہ بات قرآن و حدیث سے مستند نہ ہو۔ ایسی باتیں لکھنا یا بیان کرنا بھی 'افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ' ہے۔ مثال۔ نبی نے میری انگلی پکڑلی۔ یا اللہ کے قدموں کے نشان میرے ساتھ تھے۔ کبھی مبالغہ نہ کریں۔ نہ محبت میں نہ نفرت میں۔
5. گناہوں پر جری ہو جانا بھی ہے۔ اور یہ کہتے رہنا کہ اللہ معاف کر دے گا۔ وہ بخشنے والا ہے۔ گناہ کرتے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ یہ بھی 'افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ' ہے۔

قرآن کو تم نہیں مانتے، اللہ کے نبی ﷺ کی بات کو نہیں مانتے۔ بتوں کو مانتے ہو۔ مشرکین مکہ کی دوہری پالیسی کی مذمت کی گئی ہے کہ ایک تو شرک کرتے ہیں اور دوسرا اللہ کے نبی ﷺ کو نہیں مانتے۔ لوگوں

سے سنی سنائی بات پر یقین کرتے ہیں۔یہود اور مشرکینِ مکہ دونوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ ایک تو جانے بوجھتے نہیں مانے اور دوسرے جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

حضرت زید نے اللہ کے نبی ﷺ کو تورات اور انجیل سے پڑھ کر پہچان لیا تھا۔انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو ایسی باتیں کرکے تنگ کیا کہ آپ کو غصّہ آجائے لیکن آپ ﷺ نے حلم سے کام لیا۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے کتاب میں پڑھا تھا کہ آپ ﷺ کا حلم غصے پر غالب ہوگا۔وہ بھی مسلمان ہوگئے تھے۔

عدی بن حاتم نے بھی اللہ کے نبی ﷺ کی کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ کر پہچان لیا۔دوسرا انہوں نے پہلے کچھ دے کر کہا کہ یہ صدقہ ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے نہ لیا کہ نبی ﷺ صدقہ نہیں لیتے پھر تحفہ کہہ کر دیا کہ میں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا ہے۔آپ ﷺ سچے نبی ﷺ ہیں۔

آج بھی یہود و نصاریٰ جنہوں نے اپنی صحیح کتابیں پڑھی ہیں وہ بھی اللہ کے نبی ﷺ کو سچا نبی ﷺ مانتے ہیں۔

اگلی کچھ آیات میدانِ محشر کے بارے میں۔اپنے تصور میں قیامت کا منظر لائیں۔اپنے آپ کو وہاں محسوس کریں۔اور بہت غور سے یہ آیات پڑھیں۔اپنا محاسبہ کریں کہ میری تیاری کیسی ہے؟

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۳﴾ اور جس دن ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے پوچھیں گے کہ (آج) وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو تمہیں دعویٰ تھا ﴿۲۲﴾ تو ان سے کچھ عذر نہ بن پڑے گا (اور) بجز اس کے (کچھ چارہ نہ ہوگا) کہ کہیں خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے ﴿۲۳﴾

سب وہاں جمع ہیں۔ تمام اگلی اور پچھلی قومیں۔ جن کے بارے میں لوگ دعوے کرتے تھے کہ یہ ہمیں بچالیں گے۔ کل کے بتوں کو بھی سوچ لیں اور آج کی قبر پرستی کو بھی ذہن میں لے آئیں۔

تَزْعُمُوْنَ: زع م۔ یعنی کچھ نہیں کرسکتے تھے لیکن سوچتے تھے کہ فلاں کام کرسکتے ہیں۔ گمان یہ کرتے تھے کہ فلاں ہمیں بیٹا دیتا ہے۔

فِتْنَه: ف ت ن۔ لفظی معنی دھات کو پگھلانا۔ یعنی گندی نکل جائے اور اصل چیز باقی رہ جائے۔ لغوی معنی یعنی جب ہماری زندگی میں فتنے یا مسائل آتے ہیں تو ایمان کا کھوٹ دُور ہو جائے اور ہمارا ایمان خالص ہو جائے۔ یعنی ہم پاک ہو جائیں۔

اس کے معنی بہانے کرنا بھی ہے۔ پھر وہ یہی کہیں گے "خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے"

اللہ فرمائیں گے کہ جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ نہ دیوی دیوتا ہونگے۔ نہ بزرگ اور پیر ہونگے۔ وہ گھبرا کر جھوٹ بول دینگے۔ دنیا میں بھی جھوٹ بولتے تھے وہاں بھی بول دینگے۔

قبروں پر بیٹھے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم شرک نہیں کرتے۔ قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ فلاں مجھے بیٹا دے گا، فلاں پیر اولاد دیتا ہے۔ فلاں قبر پر بکرا دے دو مشکل ٹل جائے گی۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ "خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے"۔

پھر ایسے لوگ کہتے ہیں کہ مکہ والے مشرک تھے۔ ہندو کافر ہیں صلیب والے شرک کرتے ہیں۔ ہم تو بزرگوں کی صرف عزت کرتے ہیں یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرینگے۔

پھر آگے فرمایا جارہاہے کہ دیکھو ذرا ایسے لوگوں کو۔ دیکھو ذرا کیسے جھوٹ بول رہے ہیں؛

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ دیکھو انہوں نے اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور جو کچھ یہ افتراء کیا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہا ﴿۲۴﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دِن کے لئے تیار کررہے ہیں۔ وہ بہت لمبا دِن ہوگا۔

حدیث کا خلاصہ: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دِن اللہ لوگوں سے اس طرح کلام کرے گا کہ نہ کوئی ترجمان ہوگا۔ اللہ خود بات کرے گا۔ پھر وہ شخص اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کو پائے گا۔ اُس کے سامنے آگ ہوگی۔ وہ سب کھو جائینگے جن کی آس پر اُس نے گناہ کئیے ہونگے۔

حدیث کا خلاصہ: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب اللہ تم کو میدان تم کو میدانِ محشر میں ایسے جمع کردینگے۔ جیسے تیروں کو ترکش میں جمع کیا جاتا ہے۔ اور یہ پچاس ہزار سال کا لمبا دِن ہوگا۔

اَب سوچیں کہ کیسا دِن ہوگا؛۔ سورۃ المعارج آیت 4 میں آتا ہے؛

------------ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾

۔۔۔ (اور وہ عذاب ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کی (برابر) ہے۔ (۴)

حدیث کا خلاصہ: اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ روزِ محشر ایک ہزار سال تو لوگ اندھیروں میں ہونگے۔ آپس میں بات بھی نہ کرینگے۔ (حاکم و بہیقی)

یہ دِن کتنا لمبا ہو گا۔ یہ ہمارے عملوں پر منحصر ہو گا۔ غم کا وقت ہمیں لمبا لگتا ہے۔ خوشی کا وقت یوں لگتا ہے جلدی سے گزر گیا۔

حدیث کا خلاصہ؛ کہ مومن کے لئے روزِ قیامت اُسے یوں لگے گا جیسے ایک وقت کی نماز کا وقت۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جنّتی قیامت کے دِن کا لنچ جنّت میں جا کر کرینگے۔ (دوپہر سے پہلے فارغ ہو جائینگے)۔

جس کے پاس جتنا سامان اکٹھا کیا ہو گا۔ اُن کا حساب دے گا۔ جس نے جیسے عمل کئیے ہونگے اُن کا حساب دے گا۔

مثال: جن کے پاس صرف ایک بریف کیس یا Hand Luggage ہوتا ہے وہ جلدی سے بورڈنگ پاس لے کر ائیر پورٹ پر گزر جاتے ہیں۔ جن کے پاس 4 یا 5 سوٹ کیس ہوتے ہیں وہ کاؤنٹر پر کھڑا حساب دے رہا ہوتا ہے۔

ایک دِن کا معاملہ اعمال کے حساب سے ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کہ میدانِ محشر میں لوگ جمع ہونگے۔ لیکن لمبا عرصہ انتظار کے بعد کہیں گے کہ کاش حساب کتاب شروع ہو جائے۔ جیسے ہم دنیا میں بھی انتظار کر کے تھک جاتے ہیں۔ پھر لوگ آدمؑ کے پاس جائینگے کہ آپ اللہ سے سفارش کر کے حساب شروع کروائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پرکھ رہے ہونگے۔

شرک کرنے والے وہاں بھی جھوٹ بولیں گے۔ پھر اُن کا کیا حال ہو گا؟

سورت یٰسین آیت 65 میں آتا ہے؛

آج ہم ان کے منہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔(٦٥)

ابنِ عباسؓ سے کسی نے پوچھا۔ کہ قران میں تضاد ہے۔ایک جگہ اللہ نے فرمایا کہ وہ بول ہی نہ سکیں گے اور ایک جگہ فرمایا کہ وہ بہت جھوٹ بولینگے۔ابنِ عباسؓ نے جواب دیا کہ پہلے پہلے تو وہ بہت جھوٹ بولیں گے لیکن پر اُن کو چُپ کروا دیا جائے گا۔ پھر وہ دہشت سے بھی چُپ ہو جائینگے۔

دنیا کی رونقیں دیکھ کر لوگ میدانِ محشر کو بھول جاتے ہیں اور پھر روزِ قیامت بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرے۔ آمین